**JIBAS** (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

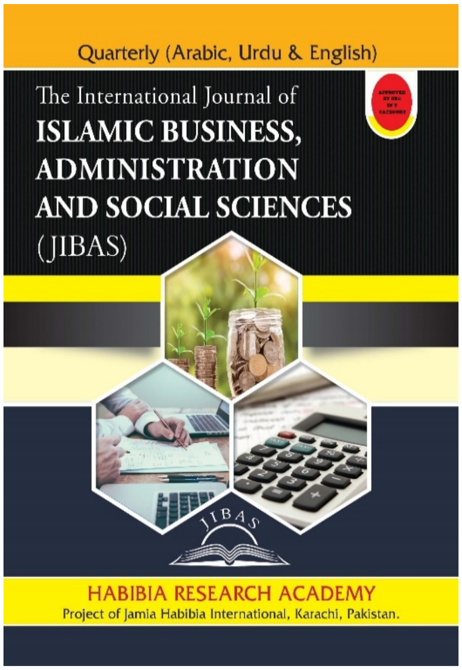


**TOPIC:**

# SOCIAL AND JUDICIAL BEHAVIORS OF CHILD MAINTENANCE IN CHILDREN'S LAWSUITS

# بچوں کے نان ونفقہ کے مقدمات میں سماجی وعدالتی رویے

**AUTHORS:**

1. *Asim Raza, Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala. Email ID :hassanlawassociates110@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-9801-6921*

**How to Cite:** *Raza, Asim. "SOCIAL AND JUDICIAL BEHAVIORS OF CHILD MAINTENANCE IN CHILDREN'S LAWSUITS: بچوں کے نان ونفقہ کے مقدمات میں سماجی وعدالتی رویے". International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 3 (1):01-12.*
*URL: https://jibas.org/index.php/jibas/article/view/96.*
Vol. 3, No.1 || January –March 2023 || P. 1-12
Published online: 2023-03-30

QR. Code

# SOCIAL AND JUDICIAL BEHAVIORS OF CHILD MAINTENANCE IN CHILDREN'S LAWSUITS

## بچوں کے نان ونفقہ کے مقدمات میں سماجی وعدالتی رویے

*Asim Raza,*

***ABSTRACT:***

*The article gives a general description of the situation that children face when their parents get involved in litigation over a variety of domestic disputes in Pakistan's family courts. According to Islamic teachings, the father and mother both share the responsibility for the physical and moral upbringing of their child. However, when family disputes arise and the parents resort to litigation in a court of law, unspeakable trauma befalls the child, and he is exposed to extremely unsocial and inhuman behaviors. Fathers, for example, try to hide their true income in order to pay a lesser amount for the maintenance of their child's physical and educational needs. Parents usually forget that the child is also a witness to the conflict, which is taking its toll on his/her psyche and personality. The whole situation is evaluated in light of Islamic moral injunctions regarding the duty of parents towards their children. A number of lacunae have also been pointed out in the current legislation and the judicial practice that contribute to the systemic injustice against children.*

**Keywords:** *Children's rights, Social behaviors, Domestic disputes, Duty of parents, Islamic teachings.*

**موضوع کا تعارف اور اہمیت:** زندگی کا حساس ترین دور اور اہم ترین مرحلہ بچپن کا زمانہ ہوتا ہے۔بچے کا ابتدائی تین سال کا دور انتہائی حساس ہوتا ہے۔یہی وہ دور ہوتا ہے جس میں ایک بچہ الفاظ سیکھتا ہے، معانی سے آشنائی حاصل کرتا ہے۔اچھائی، برائی، دوستی، دشمنی، نفرت، خوبصورتی، بدصورتی، رنگوں، ذائقوں اور مختلف رشتوں سے ابتدائی آشنائی حاصل کرتا ہے۔اشیا اور انسانوں کو پہچاننے اور فرق کرنے لگتا ہے۔نئی نئی چیزیں اور نت نئے تجربات کرتا ہے اور یوں اپنے علم میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔بچے کی شخصیت کی بنیادی تشکیل اسی مخصوص زمانہ میں ہوتی ہے۔اس دور میں کسی قسم کی تربیتی غیر ذمہ داری یا سہل انگاری سے بچے کی مناسب تربیت نہ ہونے کی وجہ سے شخصیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔

بہت کم اشخاص ایسے ہوں گے جنھیں اپنی زندگی کے ان ابتدائی تین سالوں کی بات یاد رہی ہوں۔اس دور کی معلومات جن کا انسان کے ذہن سے تعلق ہوتا ہے، ان پر نسیان اور فراموشی کا دبیز پردہ پڑ جاتا ہے۔مگر ان ابتدائی سالوں کے ماحول سے جو اثرات انسان نے اخذ کیے ہوتے ہیں، وہ اس کی طبیعت و شخصیت پر مؤثر رہتے ہیں۔ حتیٰ بہت سی نفسیاتی بیماریاں مثلاً خوف، اضطراب، غصہ اور یاس وناامیدی کی کیفیات اسی زمانے سے اس کے ساتھ رہنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ اس عمر میں بچے کو ماں باپ کے درمیان خانگی تنازع کی صورت حال دیکھنی پڑے اور اس میں دونوں طرف سے اختیار کیے جانے والے غیر اخلاقی رویوں کا سامنا کرنا پڑے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس سے بچے کی شخصیت پر کس طرح کے منفی اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔والدین عموماً لڑائی کے دوران اس بات کو بھلا بیٹھتے

ہیں کہ ان کا بچہ بھی ان کے تنازع کو ایک فریق کے طور پر دیکھ رہا ہے۔ اسی طرح ایک وکیل کو اس بچے کا احساس بس ایک مقدمہ کی حد تک ہی ہوتا ہے۔ جج صاحبان اس طرح کے مقدمات کو ایک قانونی دائرے میں ہی دیکھتے، پرکھتے ہیں اور فیصلہ دے دیتے ہیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہر فریق کی جانب سے منفی رویوں کی وجہ سے بچہ بہت بُری طرح متاثر ہوتا ہے۔

ذیل میں پاکستانی عدالتوں میں دائر ہونے والے چند دعویٰ جات کی روشنی میں والدین، جج صاحبان اور وکلاء کے رویوں کی ایک عمومی تصویر پیش کی جارہی ہے:

**عدالت میں بچوں کے نان ونفقہ کے دعویٰ جات:** عائلی عدالت کے پاس جب ایک عائلی دعویٰ بالخصوص جب نان ونفقہ کا دعویٰ آتا ہے تو جج صاحبان کے لئے تو یہ ایک روٹین کا مسئلہ ہوتا ہے۔ جج صاحبان فوری طور پر عبوری نان ونفقہ کا حکم نہیں کرتے اور اس طرح سارے کا سارا مالی بوجھ بیوی اور اس کے گھر والوں پر رہتا ہے۔ اس بات کی وجہ سے ایک تو فریقین کے درمیان خلیج بڑھتی ہے، دوریاں بڑھتی جاتی ہیں اور دوسرا انصاف کی فراہمی میں تاخیر ہوتی ہے۔ اگر جج صاحب رسمی خرچہ عائد بھی کردیں تو اس میں شوہر کی تنخواہ یا ذرائع آمدن کے بارے میں زیادہ تحقیق نہیں کی جاتی۔ عدالتی نظام میں ایک خاص رقم بچے کے نان ونفقہ کے طور پر ہی عبوری اور فائنل خرچہ کے طور پر لگادی جاتی ہے۔ یہ رقم ہرگز ایک بچے کی کفالت یا ضروریات زندگی کے لئے کافی نہیں ہوتی۔

بچوں کا نان ونفقہ بچوں کے باپ سے طلب کیا جاتا ہے۔ یہ دعویٰ ایک بیوی شوہر کے غیر ذمہ دار رویہ کی بنا پر نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی صورت میں عائلی عدالت میں دائر کرتی ہے۔ جب ایک عدالت میں بچے کے حوالے سے کوئی دعویٰ دائر کیا جائے اور بالخصوص اس کا تعلق نابالغ کے نان ونفقہ سے ہو تو باپ کی جانب سے دعویٰ نان ونفقہ کا بھرپور دفاع کیا جاتا ہے۔ اس دفاع میں بچے سے اظہار لاتعلقی، بچے کی ماں پر گھناؤنے اور جنسی بے راہروی کے الزامات لگانا اور مخالف وکیل کو خریدنے تک کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

**نان ونفقہ کے معاملے میں عدالت کا اختیار:** نان ونفقہ کے دعویٰ میں عائلی عدالت مقدمہ کا فیصلہ ہونے تک بچے کا عبوری نان ونفقہ مقرر کرسکتی ہے۔ عموماً یہ 4000 سے 5000 ہزار روپے تک ہوسکتا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ شوہر کی تنخواہ یا ذرائع آمدن کے بارے میں زیادہ تحقیق نہیں کی جاتی۔ جواب دعویٰ میں باپ کی جانب سے کم آمدن ہونے کا موقف پیش کیا جاتا ہے۔ عبوری نان ونفقہ کے حوالے سے عدالت عالیہ کی بھی واضح تشریح موجود ہے:

Family Court has power to pass interim maintenance order at any stage of the suit.[1]

**بچے کا نفقہ مقرر کئے جانے پر باپ کا رویہ:** مردوں کا عمومی رجحان یہی ہوتا ہے کہ انہیں اپنی بیوی یا بچوں کا نان ونفقہ نہ دینا پڑے۔ تاہم ایسے افراد بھی ہیں جو بطور باپ اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں مخلص ہوتے ہیں۔ ان میں مالی طور پر مستحکم باپ نان ونفقہ بر وقت ادا کرتے ہیں۔ جو باپ مالی لحاظ سے مستحکم نہیں ہوتے وہ بچوں کا نان ونفقہ ادا بھی کرنا چاہتے ہیں مگر اقتصادی کمزوری کی وجہ سے ادا نہیں کرتے[2]۔ کئی والد

بارے میں ان کا رویہ غیر سنجیدہ ہوتا ہے۔ یوں بیوی اس کے رویے سے تنگ آکر بچوں کا نان و نفقہ کا دعویٰ دائر کرتی ہے۔ اس وقت شوہر جب اس دعویٰ سے متعلق معلومات حاصل کرتا ہے اور اسے نان و نفقہ کی ادائیگی کے بغیر چارہ نہ ہو تو وہ اپنی بیوی سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ اس کا بچہ اس کے حوالے کر دیا جائے[3]۔ عائلی عدالتوں میں ایک والد کے مختلف معاشی رویے سامنے آتے ہیں:[4]

- کچھ والد عدالت میں آنے کے بعد اپنا درست کاروبار یا ذریعہ معاش بتاتے ہیں اور اسی کے مطابق ان کے بچوں کا نان و نفقہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔
- کچھ والد عدالت میں آکر درست کاروبار نہیں بتاتے اور جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اور جھوٹا بیان حلفی یا جھوٹے دستاویزات بنا کر عدالت میں پیش کر دیتے ہیں۔ نان و نفقہ کے دعویٰ میں کوشش تو یہ کی جاتی ہے کہ دعویٰ میں یا تو عبوری خرچہ دینا ہی نہ پڑے اور اگر عبوری خرچہ دینا بھی پڑے تو معمولی سا ہو اور اس کوشش میں کئی طرح کے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔

**بچوں کا نان و نفقہ اور ماں کا رویہ:** عدالت کی جانب سے بچے کی ماں کو نان و نفقہ فراہم کیا جاتا ہے۔ بچوں کی ماں بچوں کی حضانت رکھنے کی وجہ سے نان و نفقہ وصول کرتی ہے۔ تحقیق کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ نان و نفقہ کی وصولی کے بعد بچوں کو نان و نفقہ کا عشر عشیر بھی نہیں ملتا۔[5] بچوں کو یہ نان و نفقہ کما حقہ نہ ملنے کے حوالے سے کچھ حالات یوں سامنے آئے ہیں:

- جب عدالت سے ہر تاریخ کے دوران بچوں کا نان و نفقہ ان کی ماں کو ملتا ہے تو اس میں بعض اوقات بعض وکیل صاحبان اپنی فیس پوری کرتے ہیں۔
- بچے کی ماں کے گھر والے مختلف حیلے بہانوں سے بچے کا نان و نفقہ ہڑپ کر جاتے ہیں۔

**باپ کے خلاف یکطرفہ عدالتی حکم:** عدالت میں حاضر نہ ہونے کی صورت میں باپ کے خلاف یکطرفہ طور پر عدالتی حکم صادر ہو جاتا ہے۔ اور عدالتی حکم اور ڈگری پر عمل درآمد کے لئے درخواست اجرا دائر کی جاتی ہے۔ عائلی جج کے پاس دفعہ 5 فیملی کورٹ ایکٹ 1964 کے تحت عائلی معاملات و تنازعات کے حوالے سے وسیع اختیارات ہیں۔ 17۔اے (4) کے تحت عائلی جج کے پاس اختیار ہے کہ کسی باپ کے آمدن کے ذرائع کی تفتیش کر سکے اور کسی بھی ملکی ایجنسی کو اس حوالے سے تحقیق کا حکم دے۔ مگر عملاً بچوں کے نان و نفقہ کے دعویٰ جات میں زیادہ تحقیق نہیں کی جاتی۔ جب بچوں کا باپ یکطرفہ ڈگری و حکم کو چیلنج کرنے کے لئے عدالت کا رخ کرتا ہے تو اسے کافی مشکل پیش آتی ہے۔ عدالت اس کو حکم دیتی ہے کہ نان و نفقہ مکمل طور پر یا کم از کم ایک تہائی عدالت میں جمع کروائے تاکہ بچوں کا نان و نفقہ ان تک پہنچ جائے۔

**بچوں کانان ونفقہ اور جیل کی قید:** عائلی مقدمات میں ایک باپ کے ساتھ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کہ کسی مناسب وجہ یا معاشی طور پر کمزوری کی بناپر نان ونفقہ ادانہ کرنے کی صورت میں اسے جیل بھیج دیا جاتا ہے۔اور ایسازیادہ تر عائلی مقدمہ کے فائنل حکم آنے کے بعد نان ونفقہ کے عدالتی حکم پر عملدرآمد کی درخواست اجرا کے دوران میں کیاجاتا ہے۔

اس حکم کی بنیاد پر ایک باپ کو اس کے گھر یا جائے کاروبار سے گرفتار کرلیاجاتا ہے۔عائلی عدالت فیصلہ شدہ نان ونفقہ کا ایک تہائی کی ادائیگی کی بناپر باپ کو رہاکرنے کا حکم دیتی ہے۔اس میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ باپ فوراًایک تہائی نان ونفقہ کی رقم عدالت میں جمع کروادیتاہے۔یوں نان ونفقہ کے مقدمات کا ایک منفی رخ یہ ہے کہ بیوی شوہر کے خلاف یکطرفہ عدالتی حکم لے لیتی ہے اور شوہر کو جیل بھجوادیاجاتاہے۔

**بچے کے نان ونفقہ میں داداکا کردار:** نان ونفقہ کے دعوی کی درخواست اجرامیں بعض اوقات نابالغ کے باپ کے ساتھ ساتھ اس کے دادا کانام بھی شامل کردیاجاتاہے۔مقصد یہ ہوتا ہے اگر نابالغ کاباپ جان بوجھ کرنان ونفقہ کی ادائیگی سے فرار اختیار کرے تو بچے کانان ونفقہ کا حصول ممکن بنایا جاسکے۔داداکی جائیداد ہو تواس کی جائیداد کی قرقی اور نیلامی تک کروانے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ دادا تنگ آکر بچے کا نان ونفقہ اداکرے۔بعض اوقات دادایاباپ کی جانب سے ایسامنفی رویہ بھی سامنے آتاہے کہ وہ فوراًاپنی جائیداد کسی قریبی عزیز یادوست کے نام منتقل کردیتے ہیں۔یادادا کی جانب سے اپنے بیٹے سے لاتعلقی کا اشتہار اخبار کردیاجاتاہے۔داداکی نان ونفقہ کی ذمہ داری کے حوالے سے اعلی عدلیہ نے قرار دیاہے کہ:

It's the duty of grandfather to pay maintenance to the needy children of his son.[6]

عدالت عظمیٰ کے احکامات موجود ہیں کہ عدالتی حکم پر عملدرآمد کے دوران اجراڈگری کے مرحلہ پر بھی نان ونفقہ میں اضافہ کیا جاسکتاہے۔یہاں عدالتی عظمی کاایک فیصلہ اس حوالے سے نقل کیاجاتاہے:

Family Court has power to enhance the maintenance allowance on application u\s 151 CPC and no need for separate suit for enhancement.[7]

(فیملی کورٹ کو دفعہ 151 ضابطہ دیوانی کے تابع نان ونفقہ میں اضافہ کا اختیار ہے اور الگ دعویٰ دائر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔)

مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961 کی دفعہ 4 میں اس بات کا اہتمام کیاگیاہے کہ اگر داداکی زندگی میں اس کا بیٹا مرگیاہے اور اس کا پوتاحیات ہے تواس پوتے کو داداکی وفات کی صورت میں حصہ وراثت ملے گا۔گویاوہ اپنے باپ کے قائم مقام سمجھاجاتاہے۔

**دفعہ 4 مسلم عائلی قانون 1961 کا متن یوں ہے:**

4. Succession. - In the event of the death of any son or daughter of the porosities before the opening of succession, the children of such son or daughter, if any, living at the time the succession opens, shall per stripes receive a share equivalent to the share which son or daughter, as the case may be, would have received if alive.[8]

(وراثت شروع ہونے سے پہلے مورث کے کسی لڑکے یا لڑکی کی موت کی صورت میں ایسے لڑکے یا لڑکی کی اولاد ہو، جو وراثت شروع ہونے پر زندہ ہو، بحصہ رسدی اس حصہ کے برابر پائیں گے، جو ایسا لڑکا یا لڑکی، اگر زندہ ہوتے تو پاتے۔)

ہماری سوسائٹی میں بعض دفعہ ایسی صورتحال سامنے آتی ہے کہ دادا کا پوتا یا پوتے نابالغان ہوتے ہیں اور باپ کے مرنے کے بعد ان کا کوئی آسرا اور دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہوتا۔ والدہ کی اتنی سکت نہیں ہوتی کہ وہ بچوں کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اٹھا سکے اور نہ ہی خاتون کے گھر والے اتنی معاشی طاقت رکھتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں ان کے سامنے سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر نابالغان کو ان کے دادا کی وراثت سے حصہ نہیں ملے گا تو ان کا کیا بنے گا۔ اسی لئے ایسے حالات میں دادا کی وفات کے بعد اس کی جائیداد سے نابالغ بچوں کے حصہ کے حصول کی خاطر دیوانی دعویٰ کر دیا جاتا ہے۔

**ماں باپ سے ملاقات کے دوران فریقین کے رویے:** گارڈین مقدمات اور ملاقات کی درخواستوں میں یہ کیا جاتا ہے کہ والدین میں سے ہر ایک فرد بچے کو کو دوسرے کے خلاف بھڑکاتا ہے۔ بچہ چونکہ غلط صحیح میں پہچان سے قاصر ہوتا ہے اس لئے وہ اضطراب اور پریشانی کا ہی شکار رہتا ہے۔ ایڈووکیٹ ساجد حسین بٹ نے اپنے مشاہدات یوں بیان کیے ہیں:

والدین جب عدالتوں میں اپنے بچے سے ملاقات کرتے ہیں تو غصے کی حالت میں بچے کو باپ یا ماں کے خلاف بھڑکاتے ہیں تاکہ بچہ والدین میں سے دوسرے کے خلاف ہو جائے۔ اس حالت کے دوران بچہ نفسیاتی دباؤ کا شکار ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات والدین کی باہمی چپقلش کی بنا پر گھر اور والدین سے دور ہو جاتا ہے[9]۔

جس گھر میں والدین میں ہم آہنگی، تعاون اور دوستی کا سا ماحول ہو وہاں بچے کی جسمانی صحت کی بہتری کے علاوہ ذہنی تربیت کے بھی عمدہ اسباب مہیا ہو جاتے ہیں۔

نابالغ کی اپنے والد سے ملاقات کے دوران میں ایسے ہتھکنڈے بھی اپنائے جاتے ہیں کہ جس سے باپ کے کردار کو عدالت کے سامنے خراب دکھانے کی کوشش کی جائے۔ مثلاً ملاقات کا دوران یہ شور کیا جاتا ہے کہ دیکھیں کہ یہ شخص اتنے عرصہ بعد اپنے بچے سے کیوں ملنا چاہتا ہے؟ اتنا عرصہ کہاں گم رہا اور آج اسے بچے کی یاد کیوں آئی؟ اور نیز یہ کہ بچے کے نان ونفقہ کے دعویٰ کے بعد ہی اس کا دعویٰ حضانت یا گارڈین کا دعویٰ کیوں سامنے آیا ہے[10]۔

بچے کی باپ سے ملاقات کے دوران بچے کی ماں یا اس کے گھر والوں کی طرف سے ایک ناپسندیدہ رویہ یہ بھی سامنے آتا ہے کہ اولاً ان کی خواہش ہوتی ہے کہ بچے کی ملاقات اس کے والد کے ساتھ کروائی ہی نہ جائے۔ اور اگر چار وناچار جج کی جانب سے بچے سے ملاقات کرانے کے حکم پر عمل کرنا ہی پڑے تو ایسا رویہ اپنایا جاتا ہے کہ کسی صورت بھی دین و اخلاق کے تحت نہیں ہوتا۔ ثانیاً باپ کے ساتھ ملاقات کے دوران یہ بھی کیا جاتا ہے کہ بچے کی ماں اپنے گھر والوں کے کہنے پر یا وکیل صاحب کی مشاورت سے بچے کو سکھایا جاتا ہے کہ

ملاقات کے دوران باپ کو دیکھ کر بچہ رونے لگ جائے یا کوئی اور بہانہ کرنے کا کہا جاتا ہے۔ چنانچہ بچے کو جس طرح سکھایا جاتا ہے وہ باپ کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گذارتا اور جج صاحب بھی بچے کی اس حالت کے تحت اسے ماں کے فوراً حوالے کرنے کا حکم کر دیتے ہیں۔ اس حوالے سے ایڈووکیٹ رانا سلیمان خاں کا کہنا ہے:

> میاں بیوی کے درمیان جب معاملات بگڑتے ہیں اور وہ پھر عدالتوں میں لائے جاتے ہیں۔ ان میں ایک فریق زیادہ زیادتی کا شکار ہوتا ہے اور وہ عام طور پر عورت ہوتی ہے۔ اور اس طرح کی تفریق کے دوران بچے بھی والدہ کے پاس رہ جاتے ہیں۔ بچے کو وہی ماں ایک ہتھیار کے طور پر اپنے شوہر کے خلاف استعمال کرتی ہے اور باپ کو بچے کی وجہ سے تنگ کیا جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعے اپنے انتقامی جذبہ کو تسکین پہنچائی جاتی ہے[11]۔

کئی دعویٰ جات کی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بچے کی ماں کو ایک بات کا خدشہ ضرور ہوتا ہے کہ کہیں بچہ باپ کی طرف راغب ہی نہ ہو جائے۔ دراصل ماں بچے کی پرورش کرتی ہے، اس کی بہبود اس کے مد نظر ہوتی ہے۔ یوں کہیں نہ کہیں اس کے لاشعور میں یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ کہیں اس کی تمام محنت رائیگاں نہ چلی جائے۔ اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ بچے کو جلد از جلد باپ سے دور کیا جائے[12]۔

**اسلامی اخلاقیات اور قوانین:** اسلامی قانون کی رو سے ایک باپ کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی پرورش کا سامان مہیا کرے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی و سستی کا معاملہ نہ کرے۔ گویا باپ پر بچوں کا بنیادی حق مالیاتی طور پر انہیں نان ونفقہ مہیا کرنا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا۔[13]

(اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک ان کا وضع حمل نہ ہو جائے۔ اور پھر اگر وہ تمہارے لیے (بچے کو) دودھ پلائیں تو ان کی اجرت انھیں دو، بھلے طریقے سے (اجرت کا معاملہ) باہمی گفت وشنید سے طے کر لو۔ لیکن اگر تم نے (اجرت طے کرنے میں) ایک دوسرے کو تنگ کیا تو بچے کو کوئی اور عورت دودھ پلا لے گی۔ خوشحال آدمی اپنی خوشحالی کے مطابق نفقہ دے، اور جس کو رزق کم دیا گیا ہو وہ اسی مال میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اسے دیا ہے۔ اللہ نے جس کو جتنا کچھ دیا ہے اس سے زیادہ کا وہ اسے مکلف نہیں کرتا۔ بعید نہیں کہ اللہ تنگ دستی کے بعد فراخ دستی بھی عطا فرما دے۔)

اسلام سے پہلے عرب معاشرے میں بچوں کو نان ونفقہ تو درکنار بعض قبائل میں اپنی اولاد کو دفن کر دیا جاتا تھا۔ اسلام نے بچوں کے حقوق کو اپنے والد پر لازم قرار دیا۔ اسلام سے قبل بالخصوص لڑکیوں کو ایک نحوست شمار کیا جاتا تھا اور انہیں زندہ دفنا دیا جاتا تھا۔ اسلام

جہاں نفس انسانی کی عظمت پر زور دیتاہے وہیں انسانی جان کے تحفظ کے قواعد بھی فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ اسلام اہل وعیال کے نفقہ کو ایک عبادت قرار دیتاہے۔

اسلامی تعلیمات کے تحت اولاد کی پرورش، کھانے پینے، پہناوے اور تعلیم وتربیت یوں ہر طرح کی دیکھ پال کی ذمہ داری باپ کی ہے۔ یہ باپ ہی ہے کہ جس پر شریعت مطہرہ نے اصلایہ ذمہ داری رکھی ہے کہ اپنے بچوں کی ضروریات زندگی کا خیال رکھے۔ حدیث میں ہے:

عن زينب بنت أم سلمة قالت قلت يا رسول الله ألي أجر أن أنفق على بني أبي سلمة إنما هم بني فقال أنفقي عليهم فلك أجر ما أنفقت عليهم۔[14]

(ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیاابو سلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے سے مجھے ثواب ملے گا؟ اور میں انہیں اس طرح محتاج اور در بدر پھرنے کے لئے چھوڑ نہیں سکتی۔ وہ میرے ہی بیٹے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:ہاں جو کچھ تم ان پر خرچ کروگی تمہیں اس کا اجر ملے گا۔)

اگر باپ مالی طور پر نادار اور غربت کا شکار ہو جبکہ ماں مالی لحاظ سے مضبوط ہو تو یہ ذمہ داری ماں کی جانب پلٹے گی کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم، صحت اور دیگر شرعی ذمہ داریاں ادا کرے۔ امامیہ فقیہ شہید ثانی اللمعة الدمشقية کی شرح الروضة البهية میں اس ذمہ داری کو یوں بیان کرتے ہیں:

و تجب النفقة على الأبوين فصاعدا وهم آباء الأب و أمهاته و إن علو و آباء الأم و أمهاتها و إن علو۔[15]

(اور والدین پر اولاد کا نفقہ واجب ہے اور ان آباء میں والد کے آباءاور اس کی مائیں، خواہ اوپر تک جہاں ہیں، اور ماں کے باپ اور ان کے اوپر تک)

باپ اپنے بیٹوں کے بالغ ہوجانے تک اور بیٹیوں کے نکاح ہوجانے تک حسب استطاعت نفقہ دینے کا ذمہ دار ہو گا۔

اسی طرح بچوں کی تعلیم وتربیت و دیگر ضروریات زندگی ضروری ہیں۔ باپ پر اولاد کے نفقہ کی ذمہ داری غیر مشروط اور مطلق ہے۔ باپ اپنی اولاد کو نفقہ دینے کی ذمہ داری سے نہیں بچ سکتا خواہ اولاد نافرمان یاماں کی زیر پرورش ہی کیوں نہ ہو۔ ازروئے شرع باپ پر یہ فرض عائد ہوتاہے کہ بیٹوں کو بالغ ہونے تک اور بیٹیوں کو نکاح ہونے جانے تک حسب استطاعت نفقہ دے۔

**بچوں کے نفسیاتی احساسات کے حوالے سے اسلامی تعلیمات:** بچے نفسیاتی طور پر نہایت حساس ہوتے ہیں۔ شاید والدین کو اس بات کا کبھی کسی وقت احساس نہ ہو کہ ایک بچے سے زیادہ پیار کرتے وقت دوسرا بچہ کیا محسوس کر رہا ہے۔ کسی ایک بچے یا بیٹے سے پیار دوسرے بچوں میں بے دلی سے لے کر حسد اور بُغض تک جیسے منفی جذبات پیدا ہوسکتے ہیں۔ ایک اولاد کو زیادہ پیار کرنے سے دوسرے بچوں میں جہاں حسد اور

بُغض جیسے جذبات پیدا ہوں گے وہیں اس کا نتیجہ یہ بھی نکل سکتا ہے کہ جس سے بلا وجہ زیادہ پیار کیا جارہا ہے وہ بگڑ جائے اور اس کا ہی نقصان ہو جائے۔

**حدیث میں ہے:** نظر رسول الله إلى رجل له ابنان فقبل أحدهما و ترك الآخر فقال له النبي ص فهلا واسيت بينهما۔[16]

(رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنے دو بچوں میں سے ایک تو پیار کیا مگر دوسرے کو توجہ ہی نہ دی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: محبت وشفقت میں تم نے دونوں بیٹوں میں انصاف سے کام کیوں نہ لیا۔)

**اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:** كان مع رسول الله صلى الله عليه و سلم رجل فجاء بن له فقبله وأجلسه على فخذه ثم جاءت بنت له فأجلسها إلى جنبه قال فهلا عدلت بينهما۔[17]

(حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا بیٹا آگیا تو انہوں نے اسے چوما اور گود میں بٹھالیا۔ پھر ان کی بیٹی آئی تو انہوں نے اسے اپنے سامنے بٹھالیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے ان کے درمیان برابری کیوں نہ کی؟)

والدین کی بنیادی ذمہ داری وفریضہ ہے کہ وہ بلاوجہ اپنی اولاد کے درمیان کسی قسم کا فرق نہ کریں۔ کیونکہ اگر وہ اس قسم کا رویہ اپنائیں گے کہ اس سے بچوں کے درمیان حسد، کینہ اور رقابت کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ سب بچوں کا حق ہوتا ہے کہ ان کے والدین ان کو پیار، محبت اور احترام سے پیش آئیں۔ یہ دراصل اسلام کی بنیادی تعلیم اور عقلی تقاضا ہے۔ اس حق کی خلاف ورزی سے بچوں کے درمیان عناد اور عداوت کا سبب بن جائے گا۔ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے: اعدلوا بين أولادكم كما تحبون أن يعدلوا بينكم في البر و اللطف۔[18]

(اپنے بچوں کے مابین عدل و انصاف سے کام لو۔ جیسا کہ تم خود چاہتے ہو کہ وہ محبت کے اظہار میں تم سے عدل وانصاف کا رویہ اختیار کریں۔)

**خلاصہ بحث:** زندگی کا حساس ترین مرحلہ ابتدائی تین سال کا دور ہوتا ہے۔ باہمی اختلاف کے وقت والدین عموماً اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ان کا بچہ بھی ان کے تنازع کو ایک فریق کے طور پر دیکھ رہا ہے۔ کچھ وکلا کو اس بچے کا احساس بس ایک مقدمہ کی حد تک ہی ہوتا ہے۔ بعض جج بھی ایسے مقدمات کو ایک قانونی دائرے میں ہی دیکھتے ہوئے فیصلہ سنادیتے ہیں۔ اسی دوران ہر فریق کی جانب سے منفی رویوں کی وجہ سے بچہ بہت بُری طرح متاثر ہوتا ہے۔

باپ سے بچوں کا نان ونفقہ طلب کیا جاتا ہے۔ ایک بیوی شوہر کے غیر ذمہ دار رویہ کی بنا پر عائلی عدالت میں دائر کرتی ہے۔ عدالتی نظام میں ایک خاص رقم بچے کے نان ونفقہ کے طور پر لگادی جاتی ہے۔ جبکہ یہ رقم ہرگز ایک بچے کی کفالت یا ضروریات زندگی کے لئے کافی

نہیں ہوتی۔ عموماً یہ عارضی نان ونفقہ 4000 سے 5000 ہزار روپے تک ہو سکتا ہے۔ شوہر کی تنخواہ یا ذرائع آمدن کے بارے میں زیادہ تحقیق نہیں کی جاتی۔ مرد کا عمومی رجحان یہی ہوتا ہے کہ انہیں اپنی بیوی یا بچوں کا نان ونفقہ نہ دینا پڑے۔ تاہم ایسے افراد بھی ہیں جو بطور باپ اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں مخلص ہوتے ہیں۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی مناسب وجہ یا معاشی طور پر کمزوری کی بنا پر باپ کے لئے فوری طور پر روپے جمع کروانا ممکن نہیں ہوتا تو اسے اس بنا پر جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ نان ونفقہ کے مقدمات کا ایک منفی رخ یہ ہے کہ بیوی شوہر کے خلاف یکطرفہ عدالتی حکم لے لیتی ہے اور شوہر کو جیل بھجوا دیا جاتا ہے۔

درخواست اجرا نان ونفقہ میں بعض اوقات نابالغ کے باپ کے ساتھ ساتھ اس کے دادا کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات دادا یا باپ کی جانب سے ایسا منفی رویہ بھی سامنے آتا ہے کہ مقدمہ کے دوران میں اپنی جائیداد کسی قریبی عزیز یا دوست کے نام منتقل کر دیتے ہیں یا دادا کی جانب سے اپنے بیٹے سے لاتعلقی کا اشتہار اخبار کروا دیا جاتا ہے۔

گارڈین مقدمات اور ملاقات کی درخواستوں میں یہ کیا جاتا ہے کہ والدین میں سے ہر ایک فرد بچے کو دوسرے کے خلاف بھڑکاتا ہے۔ بچہ چونکہ غلط صحیح میں پہچان سے قاصر ہوتا ہے اس لئے وہ اضطراب اور پریشانی کا ہی شکار رہتا ہے۔ بچے کی ماں کو ایک بات کا خدشہ ضرور رہتا ہے کہ کہیں بچہ باپ کی طرف راغب ہی نہ ہو جائے۔

اسلامی تعلیمات کے تحت اولاد کی پرورش، کھانے پینے، پہناوے اور تعلیم وتربیت یوں ہر طرح کی دیکھ پال کا ذمہ دار باپ کی ہے۔ باپ پر شریعت مطہرہ نے اصلاً یہ ذمہ داری رکھی ہے کہ اپنے بچوں کی ضروریات زندگی کا خیال رکھے۔ اگر باپ مالی طور پر نادار اور غربت کا شکار ہو جبکہ ماں مالی لحاظ سے مضبوط ہو تو یہ ذمہ داری ماں کی جانب پلٹے گی کہ وہ بچوں کی تعلیم، صحت اور دیگر شرعی ذمہ داریاں پوری کرے۔

والدین کی بنیادی ذمہ داری وفریضہ ہے کہ وہ بلاوجہ اپنی اولاد کے درمیان کسی قسم کا فرق نہ کریں۔ کیونکہ اگر وہ اس قسم کا رویہ اپنائیں گے کہ اس سے بچوں کے درمیان حسد، کینہ اور رقابت کے جذبات جنم لے سکتے ہیں۔ کیونکہ سب بچوں کا حق ہوتا ہے کہ ان کے والدین ان کو پیار، محبت اور احترام سے پیش آئیں۔ یہ اسلام کی بنیادی تعلیم اور عقلی تقاضا ہے۔ اس حق کی خلاف ورزی سے بچوں کے درمیان عناد اور عداوت کا سبب بن سکتا ہے۔

**حوالہ جات:**

[1] -PLD 2010 Lahore 422

2 ۔سفینہ عارف بنام شاہد بلال، بعدالت جناب اسما سید جج فیملی کورٹ وزیر آباد، تاریخ فیصلہ 05/01/2019
Razia Arif Bnam Shahid Bilal, Ba Adalat Asma Sayed Justice, Family Court Wazirabad, Dated: 5th Jan 2019

3 ۔رضیہ بی بی بنام عرفان، بعدالت جناب فیصل مجید جج فیملی کورٹ وزیر آباد، تاریخ فیصلہ 20/07/2019
Razia BiBi Bnam Irfan, Ba Adalat Faisal Majeed Justice, Family Court Wazirabad, Dated: 20th July 2019

4 ۔ ; فرزانہ کوثر بنام ظفر اقبال، بعدالت جناب ملک وقار احمد فیملی جج لاہور، تاریخ فیصلہ 15/07/2021
Farzana Kusar Bnam Zafar Iqbal, Ba Adalat Malik Waqar Ahmad Justice, Family Court Lahore, Dated: 15th July 2021

5 ۔آسیہ یوسف بنام محمد رضوان، بعدالت جناب سہیل انجم جج فیملی کورٹ وزیر آباد، تاریخ فیصلہ 06/12/2010
Asia Yusaf Bnam Muhammad Rizwan, Ba Adalat Suhail Anjum Justice, Family Court Wazirabad, Dated: 12th Dec 2010

6 -PLD 2011 Lahore 610

7 -2016 SCMR 1821

8 -The Muslim Family Law Ordinance 1961, Section 4

9 ۔ایڈووکیٹ ساجد حسین بٹ، انٹرویو تاریخ، 04/02/2022
Advocate Sajid Hussain Butt, Interview Date: 04th Feb 2022

10 ۔ذنیرہ نورین بنام محمد یامین، بعدالت جناب عابد زبیر فیملی جج گجرات، تاریخ فیصلہ 08/02/2020
Zunaira Noreen Bnam Muhammad Yamin, Ba Adalat Abid Zubair Justice, Family Court Gujrat, Dated: 2nd Feb 2020

11 ۔ایڈووکیٹ رانا سلیمان خاں، انٹرویو تاریخ، 25/10/2021
Advocate Rana Sulaiman Khan, Interview Date: 25th Oct 2021

12 ۔عالیہ بی بی بنام منیب احمد، بعدالت جناب عمر مختار چیمہ فیملی جج گجرات، تاریخ فیصلہ 08/04/2019
Aliya BiBi Bnam Muneeb Ahmad, Ba Adalat Umar Mukhtar Justice, Family Court Gujrat, Dated: 12th Dec 2010

**13 ۔ الطلاق 65:6،7**

Al-Talaq 65:6-7

14 ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح، بیروت:دار طوق النجاۃ 1422ھ، کتاب الجمعۃ،ج:2، ص:122، رقم الحدیث:1467
Al-Bukhari, Muhammad bin Ismaeel, Al-Jamia Al-Saheeh, Bruit: Dar Tuq al-Nijat 1422 Hijri, Kitab ul Jummah, Jilid:2, Safha: 122, Raqm ul Hadees: 1467

15 ۔ شہید ثانی، زین الدین بن علی ،الروضة البهية في شرح اللمعة الدمشقية، قم : انتشارات دار العلم 1388ھ، کتاب النکاح،ج:2،ص:144

Shaheed Sani, Zain ul Deen bin Ali, Al Rouzat ul Baheeh fi Sharh al Lumat ul Damishqiah, Qum: Intesharat 1422 Hijri, Kitab ul Nikah, Jilid:2, Safha: 144

16 - حر عاملی، محمد بن حسن،وسائل الشيعة، كتاب النكاح، قم : انتشارات دار العلم 1388ھ، ج:21، ص:487، رقم الحديث:3

Hur Aanli, Muhammad bin Hassan, Wasail ul Shia, Kitab ul Nikah, Bruit: Dar Tuq al-Nijat 1422 Hijri, Kitab ul Jummah, Jilid:21, Safha: 487, Raqm ul Hadees: 3

17 - الطحاوي، أحمد بن محمد ، شرح معاني الآثار،بيروت: دار الكتب العلمية 1380ھ، كتاب الهبة و الصدقة، ج:4، ص:89، رقم الحديث:5407

Al- Tahavi, Ahmad bin Muhammad, Sharh Maani ul Aasar, Bruit: Dar ul Kutub ul Ilmiya 1380 Hijri, Kitab ul Hibah wa al Sadaqh, Jilid:4, Safha:89, Raqm ul Hadees: 5407

18 - مجلسی، محمد باقر بن محمد، بحار الأنوار الجامعة لدرر الاخبار الآئمة الاطهار، بيروت:دار احيا التراث العربی 1403ھ ،ج:10،ص:92، رقم الحديث:16

Majlasi, Muhammad Baqir bin Muhammad, Bihar ul Anwar al Jamia Lidur ul Akhbar al Aiymat ul Athar, Bruit: Dar Ihya ul Turas al Arbi 1403 Hijri, Jilid:10, Safha:92, Raqm ul Hadees: 16

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.